حضرۃ العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ
اٹک شہر

احسان وسلوک
میں
حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کا مقام رفیع

دنیا میں یہ عام طریقہ رائج ہے کہ کسی قابل قدر شخصیت کے تعارف میں اسکی ایک خاص معروف صفت کی بنا پر اسے سمجھا جاتا ہے خواہ اس ذات بابرکات میں کئی اوصاف حمیدہ موجود ہوں جیسا کہ محدث کبیر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو ایک محدث کی حیثیت سے دنیا جانتی ہے مگر ان کی مجاہدانہ حیثیت سے اکثر لوگ بے خبر اور ناواقف ہیں حالانکہ وہ اپنے دور کے مجاہد جلیل تھے ان کی محدثانہ، متصوفانہ حیثیت مسلّم مگر ان کا ممتاز وصف جہاد فی سبیل اللہ تھا جیسا کہ وہ اپنے دور کے ممتاز سالک عاکف الحرمین فضیل بن عیاضؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا — لعلمت انک فی العبادۃ تلعب
من کان یخضب خدہ بدموعہ — فنحورنا بدمائنا تتخضب

یہ ایک طویل منظوم خط کے دو اشعار ہیں جن سے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حیثیت آشکارا ہوتی ہے جس سے کم لوگ واقف ہیں۔

اسی طرح مشہور فلسفی ابن رشد اندلسی کو ایک فلسفی کی حیثیت سے دنیا جانتی ہے مگر انکی فقیہانہ حیثیت سے دنیا ناواقف ہے ان کی تالیف "بدایۃ المجتہد" دیکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس طرح ائمہ اولیاء کے مدونہ فقہ کے نہ صرف واقف تھے مگر اس پر عمیق نظر رکھتے تھے اور ابن رشد ہی علم حدیث میں اپنے دور میں ایسے فائق تھے کہ موطا امام مالک کے حافظ تھے۔

یہی حال قطب الارشاد والتکوین حضرت مدنی قدس سرہٗ کا ہے دنیا میں آپ دارالعلوم جیسے عظیم علمی ادارہ کے شیخ الحدیث اور علماء ہند کی عظیم تنظیم جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اور اپنے دور کے مجاہد جلیل کے طور پر ممتاز بلکہ منفرد حیثیت کے مالک تھے لیکن ان تمام اوصاف کمال سے رفیع آپ کا

وہ مقام تھا جو آپ کو احسان وسلوک میں حاصل تھا جیسا کہ دورحاضر کے امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے خلوت اور جلوت میں کئی بار فرمایا تھا کہ:

"کہ میں نے اپنی سابقہ زندگی میں چودہ بار حرمین کی زیارت کی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ بصیرت عطا فرمائی ہے کہ وقت کے اولیاء کرام کو پہچان سکتا ہوں میں نے چودہ بار حرم کعبہ موجود اولیاء کرام کو دیکھا مگر میں نے حضرت مدنیؒ کے ہم پلہ کسی کو نہ پایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نہ میں شاگرد ہوں نہ مرید ہوں"۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے حضرت حاجی امداد اللہؒ نے نقل فرمایا ہے کہ:

"حرم کعبہ شریف میں اکثر اوقات ۳۶۰ اولیاء کرام موجود رہتے ہیں"۔

حضرت لاہوریؒ اگرچہ حضرت مدنیؒ کے نہ تو شاگرد تھے نہ مرید تھے مگر سیاسیات میں آپ کے ہمرکاب تھے لیکن حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے برادر بزرگ اور مفتی عتیق الرحمنؒ کے عم محترم مولانا مطلوب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہم جو سیاسی نظریات میں حضرت مدنیؒ کے خلاف تھے مگر حضرت مدنی کے احترام میں ان کا یہ حال تھا کہ بجائے ولایتی کپڑے کے دیسی کھدر کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"میں محض مولانا کی تکلیف کے خیال سے کھدر پہنتا ہوں ورنہ میں اس کو ضروری نہیں سمجھتا۔ مولانا حسین احمدؒ کا دل جتنا روشن ہے آج کسی کا نہیں تم یا کوئی اور کیا جان سکتا ہے کہ مولانا حسین احمدؒ کیا ہیں اور ان کا کیا مقام ہے"۔

(ماہنامہ برہان دہلی بابت اگست ۱۹۶۱ء صفحہ ۶۷)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کا اصل مقام تو سلوک واحسان میں ممتاز حیثیت کا مقام تھا دوسرے مشاغل ایسے مقام پر فائز ہونے والے عظیم المرتبہ انسان کے لائحہ عمل میں داخل ہوتے ہیں جیسا کہ اسی برصغیر میں شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہٗ کا اصلی مقام سلوک واحسان کی اشاعت اور ترویج تھی جس کا مرکز آپ کی خانقاہ مجددیہ نقشبندیہ ہے مگر اس وقت کے دین اکبری اور دین الٰہی کا قلع قمع بھی آپ کے فرائض میں تھا جس کے لیے گوالیار جیسے وحشت ناک قلعہ میں اسارت کو بطیب خاطر قبول فرمایا دور حاضر کے عظیم صاحب علم اور صاحب قلم حضرت مولانا ابو الحسن ندوی زید مجدہم نے قوم سے یہی شکوہ فرمایا ہے کہ۔

"ہماری آپ کی بدقسمتی ہے کہ ہم نے جانا نہیں کہ وہ (حضرت مدنیؒ) کیسے باطنی مراتب پر فائز تھے اس کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو اس کوچہ سے واقف ہوں اور جو اس کا احساس رکھتے ہوں وقت کے

عارفین واہل نظر کی زبان سے میں نے ان کے لیے بڑے بلند کلمات سنے ہیں اور ان سب کو ان کی عظمت و بلندی کا معترف اور ان کی مدح و توصیف میں رطب اللسان پایا ہے مولانا اپنے زمانہ میں ڈاکٹر اقبال کے ان اشعار کا نمونہ و مصداق تھے۔

سرّ دین ما را خبر او را نظر　　　او درون خانہ ما بیرون زدر
ما کلیسا دوست ما مسجد فروش　　　او زدست مصطفیٰ پیمانہ نوش
ما ہمہ عبد فرنگ او عبدہٗ　　　او نگنجد در جہانِ رنگ و بو

ڈاکٹر صاحب نے کبھی کہا تھا۔

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل　　　یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات

مولانا کا عمل پہلے مسلک پر تھا یہ واقعہ ہے کہ وسعت افلاک میں مولانا کی زندگی تکبیر مسلسل تھی۔

(ایک سیاسی مطالعہ صد۳۱)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اصلی مقام کو علامہ ابو الحسن ندوی نے بالفاظ دیگر یوں ارقام فرمایا ہے۔

"جو چیز خاص طور پر محسوس کی وہ دن میں ان کی شگفتگی، مستعدی و بیداری، ہر ایک کی طرف توجہ و التفات اور شب کو معمولات کی پابندی، ان آنکھوں نے متضاد مناظر بھی دیکھے بعض مقامی تحریکوں میں عقیدت و ارادت کا جوش بھی دیکھا ان کی نیازمندی و اظہار جان نثاری بھی دیکھی پھر ان ہی آنکھوں نے زود رنج وطوطا چشم عوام کو سخت برہم اور معضوب الغضب بھی دیکھا اور ان کے ذمہ داروں کو تند و تلخ رُو در رُو کہتے بھی سنا۔

لیکن مولانا کی حالت یکساں پائی بعض سیاسی تحریکوں کے زمانہ میں بھی مشاہیر کو نیازمندانہ حاضر ہوتے اور سفارشی خطوط لکھوا تے بھی دیکھا پھر ان کی تلخ نوائیاں اور احسان فراموشیاں بھی دیکھیں اس کو تنقیدی ذہن کہیے یا حقیقت بینی کہ طبیعت نے محسوس کیا کہ آنے والوں اور بیٹھنے والوں میں مولانا کے اصل ذوق اور اصل فن سے استفادہ کرنے والے بہت کم نظر آتے۔

زیادہ وقت اشخاص یا جماعتوں کے تذکرے یا سطحی تبصرے یا تعویذ و دعا کی فرمائش میں گذرتا مولانا اپنی فطری عالی ظرفی سے کس کو گرانی یا ناگواری کا احساس نہ ہونے دیتے مگر۔

جہاں کوئی تصوف وسلوک کا مسئلہ پوچھ لیتا یا کوئی علمی بحث چھیڑ دیتا یا اہل اللہ کا تذکرہ کرنے لگتا فوراً چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوتی اور ایسا معلوم ہوتا کہ دل کا ساز کسی نے چھیڑ دیا۔

(ماہنامہ الارشاد مدنی نمبر بحوالہ پرانے چراغ)

مرتب مکتوبات شیخ الاسلام مولانا نجم الدین اصلاحی نے ارشاد فرمایا:

"حضرت مدنی قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں بہتوں کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل آئی کہ وہ کون سے مرکزی صفات تھے جو آپ کی زندگی میں سب سے نمایاں اور اساسی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ کسی نے بہت بڑا محدث اور مفسر جانا، کسی نے ایک عالم اور شیخ طریقت سمجھا کسی نے سیاسی راہنما اور مجاہد قرار دیا اس میں شبہ نہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ میں سارے کمالات تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن مولانا مدنی میں ان تمام باتوں سے زیادہ آپ کا وہ روحانی مقام تھا جس سے عام طور پر دنیا ناواقف تھی اور ناواقف رہ گئی اس کی زیادہ وجہ یہ ہوئی کہ لوگوں نے تزکیہ نفس اور تطہیر قلوب کو ایک ثانوی چیز سمجھا اور صرف تعلیم کتاب و حکمت ہی کے اندر ساری تگ و دو محصور کر دی حالانکہ تزکیہ کی کمی اعلیٰ تعلیم کے باوجود محسوس ہوتی ہے اور دین جس چیز کا نام ہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم سے بھی نہیں پیدا ہوتا بلکہ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔ (شیخ الاسلام نمبر ص ۴۲)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے بارہ میں طالبین اور سالکین کی راہنمائی کے لیے اکابر اولیاء اللہ نے راہنمائی فرمائی جس میں بطور اختصار ایک درج ذیل ہے۔

"ایک مولانا صاحب کو کچھ اشکال درپیش تھے تو انہوں نے خواب میں حضرت شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور اپنی حالت کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحب نے فرمایا ہمارے حسین احمد کو لکھو" (مکتوبات ج ۳ ص ۱۵۷)

(ف) حضرت شاہ اہل اللہ شاہ عبدالرحیم کے صاحبزادے اور حضرت شاہ ولی اللہ کے بھائی تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے سید عالی نسب ہونے کی نسبت سے سلوک اور احسان ان کا خاندانی ورثہ ہی کہا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب رسالت میں سے تمام مناصب میں حصہ وافر عطا فرمایا تھا تلاوت کتاب اللہ، تعلیم کتاب اللہ اور تزکیہ باطن ان تمام امور میں آپ بفضلہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے فرد وحید تھے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد رحمۃ اللہ علیہم ان مناصب سے عموماً اور تزکیہ باطن سے خصوصاً سرفراز تھے درمیانی کچھ حصہ نصرت کا چھوڑ کر نسلاً بعد نسل سارا خاندان خانقاہی نظام میں نہ صرف منسلک تھا بلکہ اپنے علاقہ میں مسند نشینی سے مشرف تھا جیسا کہ حضرت نے فرمایا:-

"خاندان کے افراد اہل معرفت وطریقت تھے صرف اخیر دو تین پیشتیں دنیا دار زمینداروں کی ہوگئی تھیں نیز یہ بھی ذکر آچکا ہے کہ شاہانِ دہلی سے خاندان کو چوبیس گاؤں دیئے گئے تھے شاہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شاہ نور اشرف مرحوم نے سجادہ اور طریقت کو سنبھالا اور دوسرے بیٹے تراب علی مرحوم نے جائیداد کا انتظام سنبھالا اس طرح خاندان میں دو پٹیاں قائم ہوگئیں"۔
(نقش حیات ج ۱ ص ۸۵)

اگرچہ شاہ نور اشرف مرحوم نے خانقاہ کو قائم رکھا اور لوگ ادھر رجوع کرتے رہے مگر کچھ مدت بعد خانقاہ صرف رسمی خانقاہ رہ گئی بعد کا سجادہ نشین حضرات نے کہ نہ خود ریاضت اور مجاہدات کی طرف توجہ اور نہ ہی طالبان سلوک کی روحانی تربیت پر توجہ دی بلکہ صرف پدری نسبت ہی کو کافی سمجھا اگرچہ اس وقت تک خاندان کا کوئی فرد کسی دوسرے خاندان طریقت سے سلسلہ بیعت میں منسلک نہ ہوا تھا مگر اب حالت ایسی ہوگئی کہ طالبانِ سلوک اور احسان کسی دوسری خانقاہ کی طرف رجوع کریں چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت مدنی کے والد ماجد سید حبیب اللہ نور اللہ مرقدہما نے قدم اٹھایا اور اپنے زمانہ کے ولی کامل حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا اس گناہ گار کے خیال میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کا یہ بیعت فرمانا ہی گنگوہ شریف کی نسبت کی ابتدا تھی جہاں سے آپ کے تینوں صاحبزادوں کو روحانی آبِ حیات سے سیراب ہونا تھا، حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی نے فرمایا ہے کہ:

"ہماری اس صدی کے آغاز میں اگرچہ انگریزوں کے دم قدم سے مادیت کے اس ملک میں قدم جم گئے اور اہل دل بڑے درد سے کہہ رہے تھے۔

ع وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

پھر بھی عشق الٰہی کی کہیں کہیں دکانیں قائم تھیں جہاں سے جذبہ وشوق اور درد محبت کا سودا ملتا تھا ان دکانوں میں دو دکانیں خاص طور پر مرجع خاص وعام تھیں ایک گنگوہ میں اور ایک گنج مرادآباد میں، دونوں نے اپنی اپنی جگہ درد محبت اور اتباع سنت کا بازار گرم کر رکھا تھا اور اس جنس نایاب کو وقف عام کر دیا"۔

(تذکرہ مولانا فضل الرحمن از علامہ ندوی ص ۱)

چنانچہ حضرت مدنی کے والد ماجد نے حضرت گنج مرادآبادی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمائی اور حضرت کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق نے اپنے والد ماجد کی اجازت سے حضرت گنگوہی سے شرف بیعت حاصل کیا اور جب حضرت کے والد ماجد نے ہجرت مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت شیخ الہند کے مشورہ سے بلکہ

حکم سے حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہو گئے جبکہ آپ کے بھائی مولانا محمد صدیق صاحب اس سے پہلے بیعت ہو چکے تھے اگرچہ حضرت مدنی کا قلبی میلان حضرت شیخ الہندؒ کی طرف تھا مگر حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا محمد صدیق سے فرمایا:۔

"ان دونوں مولانا سید احمد (بانی مدرسہ علوم شرعیہ) اور (حضرت مولانا) حسین احمد کو حضرت گنگوہی سے بیعت کرا دو خدا جانے یہاں سے جانے کے بعد کس کے پلے پڑ جائیں کہیں کسی بدعتی سے وابستہ نہ ہو جائیں۔" (نقش حیات ص۸۷)

چنانچہ حضرت مدنی اور حضرت مولانا سید احمد صاحب نور اللہ مرقدھما گنگوہ حاضر ہوئے اگرچہ حضرت گنگوہیؒ بیعت فرمانے میں بہت زیادہ رد و مدح فرمایا کرتے تھے مگر ان دونوں کو بیعت فرما لیا اور پھر یہ فرمایا۔

"میں نے تو بیعت تو کر لیا اب تم مکہ معظمہ جا رہے ہو وہاں حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ موجود ہیں ان سے عرض کرنا وہ ذکر تلقین فرما دیں گے۔" (نقش حیات ص۸۸)

(ف) حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا تعارف حضرت گنگوہی نے یوں فرمایا:۔

"اس عاجز کو جو معلوم کرایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے قطب الارشاد تھے آپ کا لقب عالم بالا میں مخدوم العالم ہے آپ ولایت النبوۃ و مقام محمدی میں نہایت راسخ القدم ہیں۔" (مکاتیب رشیدیہ ص۱۳)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے مکہ مکرمہ حضرت حاجی صاحب سے شرف ملاقات کا ذکر یوں فرمایا:

"اواخر ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ میں حاضری مکہ مکرمہ نصیب ہوئی موصوف اس وقت بہت ضعیف ہو گئے تھے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا سلام و پیام سن کر بہت خوش ہوئے اور دیر تک نہایت محبت سے تذکرہ فرماتے رہے۔ اور فرمایا کہ تمنا ہے کہ ایک مرتبہ پھر زندگی میں ملاقات ہو جاتی۔" (نقش حیات ص۸۹)

حضرت گنگوہی کا ارشاد سن کر حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہٗ نے:

"پاس انفاس کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ روز صبح کو یہاں آ کر بیٹھا کرو اور اس ذکر کو کرتے رہو۔" (نقش حیات ص۸۹)

اگرچہ حضرت مدنی کی اس بیعت اور روحانی تعلق میں روحانی سلسلہ کا ذکر نہیں مگر آپ نے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا:۔

"نیز میرے مرشد و آقا حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں انہوں نے اگرچہ مجھ کو چاروں

طریقوں میں بیعت فرمایا تھا جن میں سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ بھی ہے مگر اصلی طریقہ اور عام تعلیم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی چشتیہ صابریہ تھی۔ (مکتوبات ج ۱ ص ۲۹۶ و ج ۳ ص ۶۱،۶۲)

اور یہی بات حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق ارباب طریقت میں مشہور ہے جیساکہ انوار العاشقین میں درج ہے کہ :

"متاخرین سلسلہ چشتیہ صابریہ میں باوجود قیام مکہ معظمہ کے وہاں حاضر ہوکر شہرت کا ہونا نادر ہے مگر حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی"۔

(ص ۸۷)

قطب الارشاد حضرت گنگوہی کے منظوم شجرہ طریقت میں پہلا شعر یہ ہے ؛

؎ یا الٰہی کن مناجاتم بفضل خود قبول از طفیل اولیائے خاندانِ صابری

چنانچہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز کی برکت سے طریقہ صابری حجاز سے نکل کر دوسرے اسلامی ممالک میں پھیلا پنجاب کے مشہور پیر طریقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ العزیز کو آپ نے طریقہ صابریہ میں خلافت سے نوازا تھا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس روحانی سفر کی سرگذشت حضرۃ ہی کے قلم سے درج ذیل ہے۔

چنانچہ حرم محترم (مسجد نبوی) بیٹھ کر پاس انفاس کیا کرتا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت قطب عالم گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے محبت اور تعلق قلب میں بڑھنا شروع ہوا اور محسوس ہوتا تھا کہ جس طرح بعض درخت جلد جلد بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اسی طرح حضرت گنگوہی کی محبت بڑھ رہی ہے۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سلسلہ چشتیہ قدس اللہ اسرارہم کی نسبت کے آثار ظاہر ہونے لگے اور گریہ کی حالت طاری ہونی شروع ہوگئی اس اثناء میں رویاء صالحہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت خواب میں بکثرت ہونے لگی نیز ذکر کی وجہ سے جسم میں بے اختیاری حرکات بھی ہونے لگیں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ میں چونکہ مجمع لوگوں کا ہر وقت رہتا تھا اس لیے ایسا وقت مقرر کیا جس میں کم سے کم مجمع رہے وہ وقت آفتاب نکلنے سے ایک گھنٹے بعد کا ہے ـــــ مگر جب آثار ذکر جسم پر زیادہ ظاہر ہونے لگے تو لوگوں سے شرم کی وجہ سے شہر کے باہر جنگل میں جانے لگا مسجد شریف کی مشرقی جانب جدھر بقیع شریف ہے آبادی نہیں ہے ادھر نکل جاتا تھا (آج سے تقریباً سو سال پہلے) اور کبھی مسجد الاجابہ میں، یہاں پر بعض ادعیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول ہوتی ہیں اور کبھی اس کے قریب کھجوروں کے جھنڈوں میں تنہا بیٹھ کر ذکر کرتا رہتا تھا۔

اسی حالت پر ایک مدت گذری جو حالتیں یا رویا صالحہ پیش آتیں تھیں ان کو قلمبند کر کے گنگوہ شریف بھیجا کرتا تھا۔

ایک روز مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں بانتظار جماعت بوقت ظہر یا بوقت عصر بیٹھا ہوا تھا یکبارگی ایسا معلوم ہوا کہ میرا تمام جسم حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا جسم ہو گیا ہے یہ حالت اس قدر قوی ہو گئی کہ میں اپنے جسم کو اپنا نہیں پاتا تھا اور تعجب ہے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹتا تھا کہ یہ دیکھوں یہ میرا جسم ہے یا نہیں اگر نہ ہو گا تو تکلیف محسوس نہ ہو گی یہ حالت تھوڑی دیر گھنٹہ دو گھنٹہ رہی پھر زائل ہو گئی میں نے اس حالت کو بھی لکھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ یہ حالت فنا فی الشیخ ہونے کی ہے۔

(نقش حیات صـ۹۲)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۶ھ میں بیعت ہوئے اور ۱۳۱۸ھ یعنی تقریباً دو سال میں اس قدر ترقی فرمائی کہ کئی مقامات سلوک جن کی مختصر سی کیفیت درج کی جاتی ہے۔

سلوک کا سب سے پہلا اثر مرشد و ہادی کی محبت ہوتا ہے کیونکہ محبت روحانی ہی سے عمل اور اقتدار کا جذبہ متحرک ہو کر روحانی اور عملی انقلاب آتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں تعلماً للامۃ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنی حبک وحبّ من ینفعنی حبہ عندک۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کان من دعاء داؤد علیہ السلام اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک۔
اور اس محبت کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ سالک یہ یقین کر لے کہ اس وقت ساری زمین پر مجھے اپنے مقصد تک پہنچانے والا سوائے میرے مرشد کے کوئی نہیں حضرت حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہ کے مسترشد حافظ ضامن حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

"سالک کو چاہیئے کہ اس امر پر پورا یقین رکھے کہ اس وقت ساری دنیا میں مجھے میرے مقصد تک پہنچانے والا سوائے میرے مرشد کے اور کوئی نہیں اگرچہ دوسرے کامل اولیاء کرام اور مرشدان عظیم بھی موجود ہیں مگر اس کا یہ یقین اپنے شیخ کے ساتھ مستحکم ہو ورنہ ہلاکت کا خطرہ ہے۔" (امداد السلوک صـ)

سالک جب ممکنات پر عبور کرتا ہے تو اس کی بصیرت روحانیہ میں جمادات، نباتات وغیرہ کی شکل میں مثالی ترقی کی منازل محسوس ہوتی ہیں شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو قرب خداوندی کی جو ندا دی گئی وہ پودے ہی سے تھی جیسا کہ فرمایا۔ فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ

فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (القصص ۳)۔
قرآن عزیز ہی میں کلمہ طیبہ کی مثال کشجرۃ طیبۃ (ابراھیم ۲۴) فرمائی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات روح الامین علیہ السلام کامل رویت قرآن عزیز نے عند سدرۃ المنتھی (النجم ۱۴) فرمایا۔
حضرت گنگوہی نے فرمایا سالک کو جب عبور عنصر ما پر ہوتا ہے تو یہ اس کے آثار ہیں (مکاتیب ص۲۲)

(۳) آپ کا ارشاد کہ سلسلہ چشتیہ کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں ان آثار میں سے سوز وگداز ہے جس کا اثر گریہ وزاری کی شکل میں نمودار ہوتا ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایسے سعادت مند کو مبارکباد دیا کرتے تھے۔ اور قرآن عظیم میں تو انبیاء علیہم السلام کے بکاء کا بھی ذکر ہے جیسا کہ سورہ مریم کی آیت ۵۸ میں ہے اس گناہ گار کا نام ایک مکتوب گرامی میں فرمایا۔ رونا سلطان الاذکار کی شاخ ہے۔ (مکتوبات ج ۳ ص۱۱)

(۴) چونکہ رویائے صالحہ علوم روحانی اور فیضان آسمانی کا وہ ابتدائی حصہ ہیں جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھیں اور اب قیامت تک ان کے سعادت مندوں کو ان کے مقام عروج میں یہ سعادت میسر ہوتی رہے گی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قال الرویا الصالحۃ رواہ البخاری وزاد مالک بروایۃ عطاء بن یسار یراھا الرجل المسلم او تری لہ (مشکوۃ)

(۵) جب ذاکر ذکر زیادہ کرتا ہے تو ذاکر اس کے بدن اور اس کے دل پر اثر انداز ہو جاتا ہے قرآن عزیز میں ارشاد فرمایا اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ۔ (الزمر ۲۳)
جب دل اور چہرے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھکنے لگ جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بدن میں غیر ارادی حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کیفیت تقریباً ہر سچے ذاکر کو بفضلہ تعالیٰ حاصل ہو جاتی ہے۔

(۶-۷) اگرچہ فنا فی الشیخ کی اصطلاح عمومی طور پر متعارف نہیں مگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث سے بطور اشارۃ النص کے اسے ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی حقیقت غایت تناسب مرید وشیخ میں ہے جو کہ غایت اطاعت ومحبت سے پیدا ہو جاتا ہے۔ (التکشف ص۳۹۲)

عارف باللہ سید اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہ نے فرمایا ہے من التجلیات الصوریۃ الشھودیۃ ...... او عن کونہ مطاعا اطاعۃ ناشئۃ من صمیم قلب المطیع ومن فنائہ فیہ بما ھو مطاع عندہ کذلک کالشیخ۔
حضرت شہید نور اللہ مرقدہ کی اس عبارت سے فنا فی الشیخ کا مسئلہ واضح ہو رہا ہے جس کی تشریح اہل دل

ہی کر سکتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

دوبارہ سفر گنگوہ شریف: آپ کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے شوال ۱۳۱۸ھ میں گنگوہ شریف آنے کا فرمایا چنانچہ آپ کچھ مدت کے بعد حاضر ہوئے آپ کے برادر بزرگ بھی حاضر خدمت ہوئے حضرت نے خانقاہ قدوسیہ کے دو حجروں میں آپ کو قیام کی سعادت بخشی اور مراقبہ پر دل جمعی سے عمل کرنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ حضرت مدنی نے فرمایا:۔

"میں نے تعلیم کردہ شدہ مراقبہ پر عمل کرنا شروع کر دیا عصر کے بعد جبکہ صحن میں مجلس عمومی فرماتے تھے تو اسی مراقبہ میں حجرہ قدوسیہ کے برآمدہ میں ستون کے پیچھے تقریباً دو تین گز فاصلے سے میں مشغول ہو جاتا تھا مغرب کے وقت اس میں وہاں ہی مشغول رہتا تھا۔۔۔۔ اس مراقبہ سے مجھ کو نہایت قوی اور بہت زیادہ فائدہ ہوتا تھا" (نقش حیات ج ۱ ص۱۰۱)

آغاز خلافت: اسی قیام کے دوران آپ نے خواب دیکھا کہ:۔

"کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ چالیس دن گزرنے کے بعد مقصود حاصل ہو گا"

چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ٹھیک اسی تاریخ کو خلافت سے نوازا حضرت مدنی نے عرض کیا سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک بھی طے کرنے کی خواہش ہے مگر حضرت نے فرمایا:

"جو تعلیم میں نے دی ہے وہ سب کی بالکل آخری تعلیم ہے یہاں پر تمام سلاسل مل جاتے ہیں اسی کو مشق کرو۔"

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:۔ "اسی میں جدوجہد کر کے پیر مرید سے بڑھ جائے یا مرید پیر سے بڑھ جاتے" (ص مذکور)

فائدہ: پیر سے مرید کا روحانی مدارج میں بڑھ جانا یہ فضل کہلاتا ہے جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقدوس قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ شیخ مرید کو لے جاتا ہے اور فضل یہ ہے کہ مرید شیخ کو لے جاوے" پدر مفلس کو اگرچہ زکوٰۃ درست نہیں مگر صدقہ نافلہ جائز ہے۔ (مکاتیب رشیدیہ ص۱۱)

حضرت مدنی کا قیام گنگوہ شریف تین ماہ سے کچھ دن کم رہا مگر بہت بڑی روحانی دولت سے مالا مال ہو کر منبع انوار روحانی اور مہبط انوار ربانی کو واپس تشریف لے گئے اگرچہ آپ مدینہ منورہ ۱۳۲۰ھ کے اوائل میں پہنچے مگر زیادہ وقت دیوبند اور دوسرے مقامات پر رہا گنگوہ شریف سے واپسی پر دوسرے مقامات پر قیام کے دوران ایک مرتبہ سخت روحانی انقباض پیش آیا تو حضرت نے فرمایا کہ:۔

"جاؤ کلیر شریف وغیرہ ہو آؤ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جب قبض پیش آتا تو ایسے مقامات پر تشریف لے جاتے تھے" (نقش حیات ج ۱ ص۱۰۲) (باقی آئندہ)

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED